



جاری ہیں وہاں جرائم کی تعداد بہ نسبت دیگر ممالک کے بہت کم ہے اس دور میں جبکہ حکومت پبلک آراء کی غلام ہے پبلک کی فلاح و بہبود اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے اسلام کا تعزیری قانون ناگزیر ہے لہذا امن کو پیدا کرنے کا واحد ذریعہ اسلامی احکامات کی پابندی ہے اسلام نے ہر ممکن طریقے سے ارتکاب جرائم کے روکنے کی کوشش کی ہے جس کی پوری تفصیل قرآن و حدیث میں موجود ہے آج کل ہر جگہ امن و امان کی پکار ہے لیکن امن کے حاصل کرنے کیلئے وہ ذرائع استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ مجرمین سے اغماض و تسامح چشم پوشی اور ناحق حمایت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے شروفساد، قتل و غارت، بغاوت وغیرہ کے عجیب و غریب مناظر سامنے آرہے ہیں بغاوت سے روکنے کیلئے بھی اسلامی احکامات کی پابندی ضروری ہے جو لوگ امن کے اصولوں کی خلاف ورزی کریں اور باوجود افہام و تفہیم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بھی ارتکاب جرائم کے مرتکب ہو جائیں تو ان کیلئے وہی سزا تجویز کی جائے جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے:

”ان کی سزا جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کر دئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا لٹے طور پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت و خواری اور آخرت میں ان کیلئے بہت بھاری عذاب ہے ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کریں کہ تم ان پر اختیار پالو تو یقیناً مانو اللہ بہت بخشش و رحمت والا ہے (المائدہ)

قبائل عکل و عریہ کا ایک گروہ آنحضرت ﷺ کی

امیر، شریف ہو یا رذیل، جوان ہو یا بوڑھا یا بچہ، تندرست ہو یا بیمار و قریب المرگ، صحیح الاعضاء ہو یا اندھا لنگڑا۔

یعنی حکم قصاص بظاہر اگرچہ بھاری معلوم ہوتا ہے لیکن عقل مند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رکے گا۔ تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی۔ اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی۔ عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آجاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور امن و امان پیدا ہو گیا۔

دنیا کے اوباش غنڈوں کو حکومتوں کے نرم نرم قوانین نے جس قدر آزادی اور ڈھیل دے رکھی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں جرائم کی رفتار روز افزوں ہے اسلام نے مجرموں کیلئے مختلف سزائیں مختلف جرموں پر تجویز کی ہیں اور وہ اس درجہ موثر اور عبرت خیز ہیں کہ پھر کسی شخص کو ان جرائم کے ارتکاب کی ہمت ہی نہیں ہوتی آج بھی جن اسلامی ممالک میں حدود و قصاص اسلامی احکام کے مطابق

نحمدہ و نصلى على رسوله الكريم

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت، جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے معافی دے دی جائے اسے بھلائی کے پیچھے لگنا چاہئے اور آسانی کے ساتھ ویت دینی چاہئے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد جو بھی سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔ عقل مند و قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ (اس کے باعث تم قتل ناحق سے روک گے)

زمانہ جاہلیت میں یہود اور اہل عرب نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ شریف انفس لوگوں کے بدلے غلام رذیل کو اور عورت کے بدلے مرد کو ایک آزاد کے بدلے دو قصاص میں قتل کر دیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ اے ایمان والو ہم نے تم پر مقتولین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی لغت میں برابری اور مساوات کے ہیں تم نے جو یہ دستور نکالا ہے کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کرتے ہو یہ لغو ہے جانیں سب کی برابر ہیں۔ غریب ہو یا

خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا یہاں کی آب و ہوا موافق نہ ہوئی تو اس نے آنحضرت سے اس کی شکایت کی تو آپ نے ان کو اونٹوں کی چراگاہ میں بھیج دیا کہ صحرا کی تازہ ہوا کھا کر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پی کر قوت و توانائی حاصل کریں لیکن ان لوگوں نے صحیح و تندرست ہونے کے بعد اسلام کو خیر باو کہا اور مرتد ہو گئے اور تمام چرواہے کو قتل کر ڈالا اور سارے اونٹ اپنے ساتھ لیکر فرار ہو گئے تو نبی کریمؐ نے ان کو گرفتار کر کے سزا دی (بخاری) جس سے امن و امان پیدا ہو گیا اور ڈکیتی ختم ہو گئی۔

قبیلہ بنی طے میں ڈاکوؤں کی ایک خاص جماعت قائم ہو گئی تھی جس نے امن کا شیرازہ بالکل ورہم کر دیا تھا اسلام جب عرب میں آیا تو عرب کی تمام قوتوں کا رخ اس کی طرف پھر گیا اس لئے اسلام اور داعی اسلام پر مالی، سیاسی، اخلاقی مختلف حیثیتوں سے نقص امن کا اثر بھی پڑا چنانچہ ایک مرتبہ مقام ذی قرد میں آنحضرتؐ کے اونٹوں کا جو گھہرا کر رہا تھا اس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیا (بخاری) اس کی بھی سرکوبی کی گئی اور امن پیدا ہو گیا قتل خطا کی بھی مناسب سزا ہے کہ اگر کوئی کسی کو غلطی سے مار ڈالے تو اس کے بدلے میں اس کو دیت دینی پڑے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کسی مومن کو کسی مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں اگر غلطی سے مارا گیا تو اور بات ہے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزا کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر اس قوم

سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مسلمان ہو تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزا کرنا لازم ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہے کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو خیال لازم ہے جو اس کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کی آزادی پس جو نہ پائے اس کے زے دو مہینے کے لگا تار روزے ہیں اور اللہ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے (نساء)

اگر ہم اسلامی حدود و قیود کو مد نظر رکھ کر فیصلے کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرے میں امن و امان بحال نہ ہو۔

چور کی سزا:

چوری سے بڑی بد امنی پھیلتی ہے قتل و قتال کی نوبت آ جاتی ہے اسلام نے اس کی روک تھام کی ہے کہ اگر چور کو شرعی سزا دی جائے تو دوسرے لوگوں کو عبرت ہو جائے گی اور چوری سے باز رہیں گے جس سے امن پیدا ہو جائے گا۔ چور کی سزا یہی ہے کہ جس ہاتھ سے اس نے چرایا ہے اس ہاتھ کو ہی کاٹ دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسب نكالا من الله والله عزيز حكيم (مائده)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریمؐ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا ہم سے عہد کرو کہ تم شرک چوری اور بدکاری نہ کرو گے پھر آیت پڑھی جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی مزدوری خدا کے ذمے ہے اور جو ان میں سے ایک کام کا مرتکب

ہوا اور اس کی سزا اس کو دے دی گئی تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا اور اگر تم میں سے کسی ایک نے گناہ کا ارتکاب کیا اور خدا نے اس کو چھپایا تو خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے (بخاری)

چور بہت بڑا مجرم ہے کہ وہ خدا کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے پر یقین نہیں رکھتا یا کم از کم یہ کہ فعل کے ارتکاب کے وقت اس کا یقین مانند پڑ جاتا ہے۔ وہ جھٹکتا ہے کہ جب انسان نہیں دیکھتے تو خدا بھی ہمیں نہیں دیکھتا ہے اسی لئے رحمت دو عالم نے فرمایا چور جب چوری کرتا ہے تو اس میں ایمان نہیں رہتا (بخاری) یاد رہے کہ ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب چوری کا مال ایک حد کو پہنچے گا۔

شراب نوشی کی سزا:

نشہ آور چیز کا نام شراب ہے اور شراب کا پینا شرعاً و اخلاقاً جرم ہے شریعوں کی بھی سزا مقرر کی گئی ہے ان کو سمجھایا جائے اگر اس سے باز نہ آئیں تو اسی درے لگائے جائیں تاکہ شراب پینے کا مزہ مل جائے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے ایمان والو!! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانے گندے کام ہیں شیطان کے ہیں ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہاری آپس میں شراب اور جوع سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پس کیا تم باز آتے ہو (مائده)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتا دیئے ہیں اول یہ کہ یہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر بہت سے ضروری کاموں سے انسان غافل ہو جاتا ہے اس و نیاوی نقصان کے ساتھ آخرت کا

سب سے بڑا نقصان ہے اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے (بخاری) اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہوا مر جائے اسے جہنم میں جہنمیوں کی گندگیاں پلائی جائیں گی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الخمر وجماع الاثم والنساء حبالہ الشیطن وحب الدنیا راس کل خطیئة

شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور غور میں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (ترغیب و ترہیب)

اخروی دنیا کے علاوہ دنیاوی سزا بھی ہے کہ اگر شراب پینے والا گرفتار ہو جائے تو اسے اسی درے لگائے جائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه۔

یعنی اگر کوئی شراب پئے تو گرفتاری پر اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں پس اگر سرکشی اور عناد سے چار مرتبہ اس فعل شنیعہ کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے (مشکوٰۃ، ترمذی) اسی طرح سے دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کو سزا دی جائے تو انشاء اللہ امن ہی امن پیدا ہوگا اور عدل و انصاف کی جلوہ گری نظر آئے گی کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو اور اپنے پرانے کے ساتھ کوئی امتیاز اور رعایت نہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اے ایمان والو! تم للہیت کے ساتھ انصاف کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصاف پر ہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے

ڈرتے رہو وہ یقیناً تمہارے عملوں سے واقف ہے (سورہ مائدہ)

اس آیت میں انصاف کو اقرب الی التقویٰ فرمایا گیا ہے اور تقویٰ کے درجے تک پہنچ کر انسان صحیح معنوں میں انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ عداوت و دشمنی پر آمادہ کرتا ہے عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آ سکے۔ انصاف و عدل، دوستی و دشمنی سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ قیام عدل کے ساتھ انصاف کرنے والے کا امتحان ہو جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہ ہو کر اگر تمہارا اس میں نقصان ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں یا عزیزوں کا اگر وہ دولت مند یا محتاج ہیں تو اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے لہذا عدل و انصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو جو کچھ کہو یا کرو خدا کیلئے کہو۔ عدل و انصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال درمیان میں آئے اور نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا۔ آیت مذکور کا اشارہ ادھر بھی ہے کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے طرفدارانہ گواہی دیتا ہے کہ اس حمایت میں مجھے ثواب ملے گا تو وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہو سکتا۔

اس لئے نہ گواہ کی طرفداری کے ذریعے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہئے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہئے کہ وہی سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل و انصاف کے فیصلہ یا گواہی میں اس لئے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرفداری مقصود ہے اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ امیر و غریب دونوں کے حق میں تم سے زیادہ خیر خواہ ہے تمہاری نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے اور اللہ کی نظر میں سب کچھ ہے وہ سب کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہوتی ہے غور کیجئے ان لفظوں میں عدل و انصاف کا فلسفہ کس خوبی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے کم حوصلہ اپنے فیصلہ اور اپنی گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کیلئے جھوٹ بولنا یا غلط بیانی کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا حالانکہ عالم الغیب کے سوا کس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر اس کیلئے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھئے کہ بالفرض ایک خاص آدمی کو طرفداری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن و امان کے درہم برہم ہو جانے کا خطرہ ہے غلط گو انسان کی محدود نظر میں صرف ایک جزئی واقعہ کے نفع و نقصان کا خیال ہے اور اللہ کے عدل و انصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیر خواہی کا بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے انسان کے ہر فرد اور جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل و انصاف ایک اہم ضرورت ہے بہر حال امن، عدل و انصاف ہی سے قائم رہ سکتا ہے۔ خلاف عدل موجب فساد ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو امن و امان قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عدل و انصاف پر تاقیامت قائم رکھے۔ آمین